قرآن، سائنس اور
امام احمد رضا
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نوری مشن، مالیگاؤں
اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر مالیگاؤں
Noori Mission
MALEGAON

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۴۹

بفیض: تاج دار اہل سنّت حضور مفتی اعظم و جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمۃ

زیر سرپرستی: امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہروی مدظلہ العالی

(کراچی یونی ورسٹی کے شعبۂ علوم اسلامی اور شیخ زید اسلامک سینٹر کے نصاب میں شامل)

قرآن، سائنس اور
امام احمد رضا

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

بی ایس سی (آنرز) جیولوجی، ایم ایس سی (جیولوجی)

ایم اے (اسلامیات)، پی ایچ ڈی (قرآنیات)

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

رابطہ: مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں

سن اشاعت ۱۴۴۶ھ/ ۲۰۲۴ء...... ہدیہ: دُعاے خیر

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

فاضل مصنف برادرم پروفیسر مجید اللہ قادری زید مجدہ ادارۂ تحقیقات اِمام احمد رضا کراچی کے سرپرست محترم جناب حمید اللہ صاحب قادری حشمتی کے فرزندار جمند ہیں، اوراس ادارے کے جنرل سکریٹری وہ گزشتہ آٹھ سال سے ادارے کی خدمت کررہے ہیں مولا تعالیٰ اُنھیں اجرِعظیم عطافرمائے۔آمین!

پروفیسر مجید اللہ قادری، کراچی یونی ورسٹی میں شعبۂ ارضیات کے استاد ہیں، وہ بڑے باحوصلہ جوان ہیں، انھوں نے جب سے امام احمد رضا کی خدمت کے لیے اپنی زندگی کو وقف کیا ہے اُس وقت سے خودکو بنانا بھی شروع کردیا ہے۔تعمیر سیرت کے لیے خودنگری، خودگری اور خود گیری کی منزلوں سے گزرنا ضروری ہے۔ پروفیسر مجید اللہ قادری نے ارضیات کے بعد اسلامک اسٹڈیز میں ایم، اے کیا اور خود کو پابند شرع بنایا، وہ ایک مسجد میں اب خطابت بھی کرتے ہیں۔امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنزالایمان اور اردو کے دوسرے معروف قرآنی تراجم سے تقابلی جائزہ پر فاضلانہ تحقیقی مقالہ پیش کر کے کراچی یونی ورسٹی سے ۱۹۹۴ء میں ڈاکٹریٹ کیا ہے۔وہ امام احمد رضا پر اردو میں ڈاکٹریٹ کرنے والے پہلے پاکستانی فاضل ہیں۔

پروفیسر مجید اللہ قادری لکھتے ہیں۔ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سال نامہ معارفِ رضا میں مضامین بھی لکھتے ہیں اوراس کی تدوین میں بھی بھرپور حصہ لیتے ہیں۔فتاویٰ رضویہ پراُن کا ایک طویل مقالہ جس میں انھوں نے فتاویٰ رضویہ میں شامل رسائل ومسائل کے موضوعات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے ایک قابلِ قدر کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۸۸ء میں ادارے کی طرف سے شائع ہو چکا ہے، پیش نظر مقالہ بھی لائق تحسین کوشش ہے۔اس میں انھوں نے مختلف علوم وفنون جدیدہ میں امام احمد رضا کے آثارِ علمیہ کا ایک جائزہ پیش کیا ہے، جو یقیناً اہلِ علم اور متلاشیانِ حق کے لیے ایک سوغات ہے اور جو حضرات امام احمد رضا کی کردارکشی میں مصروفِ عمل ہیں اُن کے لیے ایک تازیانہ ہے۔

جدید علوم وفنون میں امام احمد رضا کی مہارت اور تبحرِ علمی کے بارے میں راقم نے بھی دو تین مقالات قلم بند کیے ہیں، جو معارف رضا (کراچی)، اشرفیہ (مبارک پور) اور حرکت زمین کے رَد میں امام احمد رضا کے فکر انگیز مقالہ فوزِ مبین (کراچی) کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔دوسرے محققین نے بھی اس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے، مثلاً ہندوستان کے مشہور اسکالر ومحقق علامہ شبیر احمد غوری، مولانا محمد احمد

مصباحی، خواجہ مظفر حسین، پروفیسر ابرار حسین وغیرہ نے علوم جفر، ہیأۃ، اور فلسفہ میں امام احمد رضا کی مہارت پر فاضلانہ مقالات لکھے ہیں۔

امام احمد رضا پر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دُہرا دیتے ہیں جو لکھی جا چکی ہیں۔ ایسے محققین و قلم کار بہت کم ہیں، جو قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔ علم مطالعہ سے آگے بڑھتا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے۔ پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھایا ہے اور نئی معلومات کا اضافہ کیا ہے۔ مثلاً اب تک یہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا ۵۵ رعلوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے اور بعض معاندین کو اس تعداد میں بھی کلام تھا مگر علوم و فنون میں جدید انقلابات کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ امام احمد رضا ۷۰ رسے زیادہ علوم و فنون میں عبور رکھتے تھے۔ تقریباً پانچ سو برس پہلے عہد اکبری میں ہندوستان میں شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی ایک جلیل القدر عالم و عارف گزرے ہیں، تاریخ میں اُن کے بارے میں لکھا ہے کہ ۶۴ رعلوم و فنون پر عبور رکھتے تھے، مگر پروفیسر مجید اللہ قادری کی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ امام احمد رضا اُن پر بھی سبقت لے گئے۔ **الحمد للہ علی ذلك**

امام احمد رضا نے کنزالایمان میں ایک جگہ عربی لفظ ''**دحٰها**'' کا ترجمہ ''پھیلایا'' کیا ہے جب کہ دوسرے مترجمین نے یہ ترجمہ نہیں کیا۔ پروفیسر صاحب نے لفظ ''پھیلایا'' کی سائنسی توضیح کرتے ہوئے یہ انکشاف کیا ہے کہ سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں پہاڑ بھی ہیں اور میدان بھی، لمبی گھائیاں بھی اور وادیاں بھی۔ ان پہاڑوں سے لاوا نکلتا رہتا ہے۔ پھر جب اوپر آتا ہے تو پانی کے اندر ہی اندر وہ گھاٹی کے دونوں جانب سرکتا اور پھر ٹھنڈا ہو کر سخت ہو جاتا ہے۔ اس عمل سے زمین برابر پھیل رہی ہے۔

اللہ اکبر! یہ عمل اتنی خاموشی سے ہو رہا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں۔ بہر حال پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کا موضوع چوں کہ ارضیات ہے اس لیے وہ زمین سے متعلق امام احمد رضا کے ترجمے کی وسعتوں کو سمجھ گئے۔ اُن کی تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ امام احمد رضا کی تصنیفات و تحقیقات اور تخلیقات کو صاحبِ فن ہی اچھی طرح پرکھ سکتا ہے۔ دوسرے کے بس کی بات نہیں کہ ان کو سمجھ سکے۔ بلاشبہ امام احمد رضا پر تحقیق کے لیے اہلِ علم و فن کی ایک جماعت اور مستقل اکیڈمی کی ضرورت ہے۔

المختصر پروفیسر مجید اللہ قادری کی یہ کوشش لائقِ تحسین و آفریں ہے۔ یہ محققین کے لیے ایک اہم مآخذ ہے اور عام قارئین کے لیے معلومات کا ایک خزانہ۔ مولیٰ تعالیٰ! پروفیسر صاحب کو اس علمی خدمت کی جزا عطا فرمائے۔ اُن کی عمر اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

جمادی الاوّل ۱۴۱۵ھ / ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۹۴ء کراچی

محمد مسعود احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید ایک ایسی جامع کتاب اللہ ہے جو اوّل سے آخر تک تمام حقائق و معارف اور جملہ علوم وفنون کا خزینہ ہے۔ رب کائنات کئی مقامات پر قرآن میں اس حقیقت کی نشان دہی فرمارہا ہے، چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سورۂ نحل، آیت ۸۹)

''اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔''(۱)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ (سورۂ یوسف: آیت ۱۱۱) ''اور ہر چیز کا تفصیلی بیان۔''

ایک اور مقام پر اس طرح نشان دہی فرمائی:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (سورۂ انعام: آیت ۳۸)

''ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔

قرآن مجید چوں کہ کتاب اللہ ہے اور اشرف المخلوقات انسان کی ہدایت کے لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی؛ اس لیے ضروری ہے کہ اس آسمانی کتاب میں اُس شئ کا ذکر ہونا چاہیے (اشارۃً یا کنایۃً) جو شئ انسانی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔ قرآن اپنی جامعیت کو اس طرح بیان کرتا ہے:

وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ انعام: آیت ۵۹)

''اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔''

اس کائناتِ ارض وسما میں جو کچھ ہے وہ شئی یا تو خشک ہے یا تر۔ تیسری کوئی حالت نہیں۔ بحر وبر، شجر وحجر، زمین وآسماں، جمادات ونباتات، جن وانس، حیوانات ودیگر مخلوقات، الغرض! عالم اسفل اور عالم بالا کی کوئی بھی شئی یا تو خشک ہوگی یا تر۔ یہاں قرآن نے درحقیقت ساری کائنات کے ایک ایک ذرّے کا بیان کر دیا ہے کہ ہر شئی کا علم اور اس کی اصل قرآن میں موجود ہے۔ چناں

چہ علامہ ابن برہان الدین قرآن کی اس جامعیت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں۔

مامن شیئٍ فھو فی القراٰنِ اوفیہ اصلہ (الاتقان، جلد دوم، ص ۱۲۶)

گویا قرآن میں یا تو ہر شئی کا ذکر تفصیل کے ساتھ موجود ہے یا کم از کم اشارۃً اس کا بیان ضرور ہے، لیکن ہر کوئی شخص قرآن سے وہ تفصیل اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ہاں! اللہ تعالیٰ جس کسی کو یہ نورِ بصیرت عطا کردے، اس کا سینہ کھول دے اور حجابات اُٹھادے تو وہ شخص قرآن سے ہر علم و فن کی تفصیل معلوم کرسکتا ہے۔ اس سلسلے میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

مامن شیئٍ الا یمکن استخراجہ من القرآن لمن فھمہ اللہ

(الاتقان، جلد دوم، ص ۱۲۶)

کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا استخراج و استنباط آپ قرآن سے نہ کرسکیں لیکن جس کو اللہ تعالیٰ خصوصی فہم (علم لدنی) سے بہرور فرمادے۔

ایسی ہی ہستیوں میں ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، جن کا قرآن فہمی میں یہ دعویٰ ہے:

لو ضاع لی عقال بعیرٍ وجدتہ فی کتاب اللہ (الاتقان، جلد سوم، ص ۱۲۶)

میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہوجائے تو قرآن کے ذریعہ تلاش کرلیتا ہوں۔

امام المذہب امام شافعی علیہ الرحمۃ جامعیت قرآن کی نسبت اپنی قرآن فہمی کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

سلونی عما شئتم اخبرکم عنہ فی الکتاب اللہ (الاتقان، جلد ۲، ص ۱۲۶)

جس چیز کی نسبت چاہو مجھ سے پوچھ لو میں اس کا جواب قرآن سے دوں گا۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

من اراد العلم فعلیہ بالقرآن فانّ فیہ خیر الاوّلین والاٰخرین

(الاتقان، جلد ۲، ص ۱۲۶)

جو شخص (جامع) علم حاصل کرنا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن کا دامن تھام لے کیوں کہ قرآن میں اوّل سے آخر تک سارا علم (تمام علوم وفنون) موجود ہے۔

قرآن کی تعلیمات کو جنھوں نے سینے سے لگایا، برابر غور وفکر کیا تو انھوں نے اپنی زندگی کی

تمام مشکلات کا حل قرآن سے حاصل کرلیا، ہر دور کے نئے نئے مسائل کو قرآن سے سمجھ لیا اور قرآن کی سائنسی تعلیمات کی روشنی میں نئی نئی ایجادات کیں اور زمانہ میں ایک انقلاب برپا کیا، جس نے مزید انقلابات کی راہ ہموار کی۔ مسلمانوں کی سائنسی ترقی کے سنہری نقوش آج بھی تاریخ میں ثبت ہیں اور جب تک سائنسی تحقیقات کا یہ سلسلہ جاری رہا مسلمان پوری دُنیا میں سرخرو رہے، لیکن جب مسلمانوں نے قرآن کو سینے سے نکال کر الماریوں کی زینت بنا دیا تو ترقیوں سے محروم ہو کر ذلیل و خوار ہو گئے۔ حالاں کہ قرآن مجید تدبر و تفکر کے لیے نازل کیا گیا تھا مگر اب تو ہم تلاوت سے بھی محروم ہو گئے۔ صرف ایصالِ ثواب کے لیے تلاوت رہ گئی اور وہ بھی کبھی کبھار! دوسری طرف اس تدبّر و تفکر سے غیر مسلم اقوام دُنیاوی ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہیں۔ رب ارض وسما مسلمانانِ عالم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ

(سورۂ صٓ: آیت ۲۹)

''یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمھاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل مند نصیحت مانیں۔''

ایک اور مقام پر اس طرح متوجہ کراتا ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ (سورۂ رعد: آیت ۳)

''بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو۔''

دوسرے مقام پر غور و فکر کرنے کی اس طرح تعلیم دیتا ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط (سورۂ نساء: آیت ۸۲) ''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔''

قرآن پاک جیسی جامع فنون کتاب پر جب مسلمانوں نے غور و فکر کرنا چھوڑ دیا تو اس ترقی کے دور میں جہاں ہزاروں کیا لاکھوں غیر مسلم سائنس داں کائنات کے چپے چپے پر غور و فکر کے عمل میں مصروف ہیں، اور ان میں مسلمان سائنس دانوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ رہی، دوسری طرف مسلمان مسلمان سے لڑنے مرنے پر تُلا ہوا ہے۔ خارجی حالات کچھ بھی ہوں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو شاید صرف چند مذہبی مسئلے مسائل کی کتاب سمجھ لیا ہے اور آج کے دور کے ہر مسئلے کا حل مغربی دُنیا میں تلاش کرتے ہیں۔ اپنے اسلاف کے کارناموں کو بھلا دیا، ہمارے

بچےّ یہ تک نہیں جانتے کہ چند صدیوں قبل دُنیا بھر میں تمام ترقیوں کا محور مسلمان سائنس داں ہوا کرتے تھے، اور آج مغرب کی دُنیا اپنی ترقی پر جو نازاں ہے وہ مسلمان سائنس دانوں کی محنت اور کاوشوں کی مرہونِ منت ہے، لیکن بدقسمتی سے ہم آج ان مسلمان سائنس دانوں کے نام تک سے آشنا نہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم مسلمانوں کے تعلیمی ماحول میں کسی بھی سطح پر ان کا ذکر خیر نہیں کیا جاتا، اور اگر ہے بھی تو اتنا مختصر اور غیر معیاری کہ بچے کہانی سمجھ کر پڑھتے ہیں اور بعد میں بھول جاتے ہیں۔ کاش! کہ مسلمان ممالک میں ان تمام سائنس دانوں کا با قاعدہ تعارف کرایا جائے، اور ان کے علمی، فکری کارناموں سے روشناس کرایا جائے۔ قرآن مجید تو وہ کتاب ہے کہ غیر مسلم اس کو جامع العلوم سمجھتے ہوئے اس سے استفادہ کرتے ہیں اور ایک دو نہیں سیکڑوں غیر مسلم اسکالرز قرآن پر غور وفکر کے بعد ایمان کی دولت سے بھی آشنا ہو گئے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے اس پر غور وفکر نہ کریں کہ قرآن دین ودُنیا دونوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ (۲)

موریس بوکائیے جن کا تعلق فرانسیسی قوم سے ہے؛ جو بعد میں ایمان بھی لے آئے وہ اپنی کتاب ''بائبل، قرآن اور سائنس'' میں قرآن کی عظمت خاص کر سائنسی علوم کی نشان دہی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''جب میں نے پہلے پہل قرآن وحی وتنزیل کا جائزہ لیا تو میرا نقطۂ نظر کلیتاً معروضی تھا، پہلے سے کوئی سوچا سمجھا منصوبہ نہ تھا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ قرآنی متن اور جدید سائنس کی معلومات کے مابین کس درجہ مطابقت ہے۔ تراجم سے مجھے پتہ چلا کہ قرآن ہر طرح کے قدرتی حوادث کا اکثر اشارہ کرتا ہے لیکن اس مطالعہ سے مجھے مختصر سی معلومات حاصل ہوئیں۔ جب میں نے گہری نظر سے عربی زمین میں اس کے متن کا مطالعہ کیا اور ایک فہرست تیار کی تو مجھے اس کام کو مکمل کرنے کے بعد اس شہادت کا اقرار کرنا پڑا جو میرے سامنے تھی۔ قرآن میں ایک بھی بیان ایسا نہیں ملا جس پر ''جدید سائنس'' کے نقطۂ نظر سے حرف گیری کی جا سکے۔'' (ترجمہ ثناء الحق صدیقی، ص ۱۶)

آگے چل کر موریس بوکائیے رقم طراز ہیں:

''ہمارے علم کے مطابق اسلام کے نقطۂ نظر سے مذہب اور سائنس کی حیثیت ہمیشہ دو جڑواں بہنوں کی سی رہی ہے۔ شروع ہی سے اسلام نے لوگوں کو حصولِ علم کی ترغیب دی اور اس کا نتیجہ یہ رہا کہ اسلامی تمدن کے دورِ عروج میں سائنس نے حیرت انگیز ترقی کی جس سے نشاۃ الثانیہ

سے قبل، خود مغرب نے بھی استفادہ کیا۔'' (ایضاً ص ۱۸)

قدیم زمانے میں لفظ سائنس یا سائنس داں کی اصلاح مستعمل نہ تھی، مگر ہر وہ عالم و فاضل جو تمام علوم و فنون میں کامل مہارت رکھتا ہوتا وہ حکیم کہلاتا، اور یہ خطاب صاحبِ علم و فضل کے لیے خاص تھا۔ اس دور میں حکیم کے لیے لازم تھا کہ وہ مذہبی علوم کے ساتھ ساتھ علم ہئیت، نجوم، کیمیا، ابدان وغیرہ سے متعلق جملہ تشریحات کا نہ صرف واقف کار ہو بلکہ تمام علوم و فنون میں کمال رکھتا ہو۔ مسلمان سائنس دانوں نے علوم و فنون کی تمام شاخوں بالخصوص، علم ریاضی، ہیئت، طبعیات، کیمیا، فلکیات، نجوم، طب، نباتات، حیوانات، نفسیات، اخلاقیات، حیاتیات پر علم کا ایک بہت بڑا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ مسلمان سائنس دانوں کے حالات و افکار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عموماً تمام ہی سائنس داں دینی علوم کے فارغ التحصیل ہیں، یہ ہی وجہ ہے کہ جب بھی وہ کسی مسئلے پر غور و فکر کرتے سب سے قبل وہ قرآن سے راہ حاصل کرتے، خواہ دینی مسئلہ ہو یا دُنیوی۔ وہ منقولات و معقولات دونوں کو قرآن سے استنباط کرتے!

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ (متوفی ۵۰۵ھ) سے (جن کو مغربی دُنیا ایک عظیم فلسفی تسلیم کرتی ہے اور جن کی متعدد کتب و رسائل مغربی زبانوں پر منتقل ہو چکے ہیں) ایک دفعہ ایک غیر مسلم سائنس داں نے سوال کیا؟

''اجرام فلکی یعنی چاند، سورج اور دیگر سیارگان فضا میں جو حرکت کرتے ہیں وہ دو طرح کی ہے ایک سیدھی دوسری معکوس! قرآن مجید میں ایک سمت میں حرکت کا ذکر تو موجود ہے لیکن دوسری سمت کا ذکر موجود نہیں اور آپ کا قرآن دعویٰ کرتا ہے کہ ہر شئی کا علم اس قرآن میں موجود ہے تو آپ بتائیے کہ دوسری سمت کی حرکت کا ذکر کہاں ہے''۔ (منہاج العرفان فی لفظ القرآن ج ۱، ص ۸۰)

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اس غیر مسلم سے ایک سوال پوچھا کہ تو نے پہلی حرکت کا ذکر قرآن مجید کی کس آیت سے لیا ہے، جواب میں اس نے مندرجہ ذیل آیت تلاوت کی۔

كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (سورۂ یٰس: آیت ۴۰)

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''اسی آیت شریفہ میں دوسری حرکت معکوس کا ذکر بھی ہے، وہ اس طرح کہ كُلٌّ فِي فَلَكٍ کے الفاظ الٹی جانب سے یعنی بائیں جانب سے پڑھے جائیں یعنی فلک کی ک شروع کر کے کُل کی ک تک پڑھا جائے تو پھر بھی كُلٌّ فِي فَلَكٍ ہی بنے گا۔ گویا

آیت کو دائیں جانب کی سمت سے پڑھیں تو سیارگان کی سیدھی حرکت کا ذکر ہے اور اس معکوس سمت سے پڑھیں تو حرکت معکوس کا ذکر ہے۔(۳)

امام غزالی علیہ الرحمۃ ایک جانب جید عالم دین تھے تو دوسری طرف اس زمانے کے سائنسی علوم پر بھی بھرپور دسترس رکھتے تھے۔امام غزالی علیہ الرحمۃ کے علاوہ سیکڑوں کیا ہزاروں نام تاریخ میں ملتے ہیں جنھوں نے علوم نقلیہ حاصل کرنے کے ساتھ ہی ساتھ جب علوم عقلیہ پر توجہ دی تو اس میں بھی زبردست دسترس حاصل کی۔ یہاں چند سائنس دانوں کا مختصر تعارف کراتا چلوں جن کا ان کے زمانے میں طوطی بولتا تھا اور جنھوں نے علومِ عقلیہ کی ترویج میں بھرپور حصہ لیا اور اپنا نام دُنیا کی تاریخ میں سنہری حرفوں میں ثبت کراگئے۔مثلاً:

(۱)ابواسحاق ابراہیم بن جندب(متوفی ۱۵۷ھ/ ۷۷۶ء)دوربین کا موجد۔

(۲)جابر بن حیان(متوفی ۱۹۸ھ/ ۸۱۷ء)علم کیمیا کا باوا آدم اور بے شمار کیمیائی مرکبات کا موجد۔

(۳)عبدالمالک اصمعی (متوفی ۲۱۳ھ/ ۸۳۱ء)علم حیوانات اور نباتات پر لکھی جانے والی سب سے پہلی ۵ رکتابوں کا مصنف۔

(۴)حکیم یحییٰ منصور(متوفی ۲۱۴ھ/ ۸۳۲ء)دُنیا کی پہلی رصدگاہ(OBSERYATORY) کا صدر اور ASTRONOMICAL TABLES کا موجد۔

(۵)محمد بن موسیٰ خوارزمی(متوفی ۲۳۲ھ/ ۸۵۰ء)الجبرا کا موجد، جبر ومقابلہ اور علم الحساب کا مصنف،

(۶)احمد بن موسیٰ شاکر(متوفی ۲۴۰ھ/ ۸۵۸ء) دُنیا کا پہلا میکنکل انجینئر اور علم میکانیت پر پہلی کتاب کا مصنف۔

(۷)ابوعباس احمد بن محمد کثیر(متوفی ۲۴۳ھ/۸۶۱ء)زمین کا صحیح محیط (Circunference) معلوم کرنے والا پہلا سائنس داں۔

(۸)ابو یوسف یعقوب بن اسحاق کندی(متوفی ۲۵۴ھ/ ۸۷۳ء)مسلمانوں کا پہلا فلسفی جس نے مغرب کو حیرت زدہ کردیا۔

(۹)ابوبکر محمد زکریا رازی(متوفی ۳۱۱ھ/ ۹۲۳ء)ابتدائی طبی امداد، میزان طبعی، الکحل کا دریافت کرنے والا طب کا امام۔

(۱۰)حکیم ابونصر محمد بن فارابی(متوفی ۳۳۸ھ/ ۹۵۰ء)علم اخلاق(ETHICS) کا بانی اور علم

نفسیات کا عظیم ماہر۔

(۱۱)ابو علی حسن ابن الہیثم (متوفی ۴۳۰ھ/ ۱۰۳۹ء) علم نور (LIGHT) کا عظیم ماہر، انعطافِ نور کے نظریہ کا ماہر اور دریافت کنندہ اور آنکھ کی پتلی کا محقق اور کیمرہ کا موجد حقیقی۔

(۱۲) احمد بن محمد علی مسکویہ (متوفی ۴۲۱ھ/ ۱۰۳۰ء) نباتات میں زندگی، حیوانات میں قوت حس اور دماغی ارتقا کی دریافت کرنے والا، علم سماجیات (SOCIOLOGY)، نفسیات اور اخلاقیات کا عظیم محقق۔

(۱۳) شیخ حسین عبداللہ بن علی سینا (متوفی ۴۲۸ھ/ ۱۰۳۸ء) علم طبعیات (PHYSICS) علم الامراض (الادویہ کے فنون کا موجد، دُنیا کی باکمال اور جامع شخصیت اور سائنس دانوں میں سب سے زیادہ کتابوں کا مصنف۔

(۱۴) ابوریحان محمد بن احمد البیرونی (متوفی ۴۳۹ھ/ ۱۰۴۸ء) پہلا عظیم جغرافیہ داں، ماہر آثار قدیمہ وارضیات، برصغیر کا پہلا مؤرخ اور سیاح، دھاتوں کی کثافت اضافی معلوم کرنے والا پہلا سائنس داں۔

(۱۵) امام محمد بن احمد غزالی (متوفی ۵۰۵ھ/ ۱۱۱۱ء) علم دین کا مجدد اور جدید فلسفۂ اخلاق کا بانی، علم نفسیات اور فلسفہ کا عظیم محقق۔ (ماخذ: ابراہیم عمادی، مسلمان سائنس داں اوران کی خدمات، ۱۹۸۷ء)

ان چند مسلمان سائنس دانوں کے تعارف کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی سنہری تاریخ سے واقف ہوسکیں کہ وہ کتنی حسین تھی۔ ہمارے مسلمان سائنس دانوں نے علوم وفنون کی ہر شاخ پر تحقیق وتجسس کیا اور ہر فن پر علمی آثار چھوڑے ہیں۔ سیکڑوں کتابوں کے مغربی زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور بہت سی کتابیں آج بھی تدریس میں شامل ہیں لیکن ہم مسلمانوں کو اس کا کچھ علم نہیں۔

ہر صدی نے عظیم مسلمان سائنس دانوں کو جنم دیا ہے اور ہر کوئی اپنے اپنے علمی بساط کے مطابق ان علوم وفنون کا ماہر بنا۔ چند کا تعارف کرایا جاچکا ہے اور ہزاروں مسلمان سائنس داں تاریخ کی کتابوں کی زینت ہیں۔ البیرونی کے بعد مسلمانوں میں چودھویں صدی ہجری تک البیرونی جیسا عظیم سائنس داں پیدا ہی نہیں ہوا۔ یہ اعزاز برصغیر پاک و ہند کو (۱۸۵۶ء/ ۱۲۷۳ھ) کو حاصل ہوتا ہے، جب دُنیائے انسانیت کا عظیم مدبر، مفکر اور عظیم سائنس داں بریلی کی سرزمین پر جنم لیتا ہے۔ ان کا نام ہے (امام) احمد رضا خان بریلوی اور مسلمان ان کو اعلیٰ حضرت یا

فاضل بریلوی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔(۴)

امام احمد رضا خان محدث بریلوی جن کو تمام علوم وفنون (عقلیہ ونقلیہ/قدیمہ وجدیدہ) پر مکمل دسترس حاصل ہے؛ آپ کو ۵۵؍ سے زیادہ علوم فنون پر مکمل دسترس تھی، اور ان تمام فنون پر آپ کے قلمی یادگار موجود ہیں۔(۵) آپ کے ان تمام علوم وفنون کی تعداد امام احمد رضا کی اپنی کتاب "الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ و المدینۃ" جو ۱۳۲۳ھ میں تالیف فرمائی تھی اور عربی زبان میں لکھی تھی، اس سے ماخوذ ہے۔ ان ۵۵؍علوم وفنون میں علم قرآن، تفسیر حدیث، فقہ، منطق، عقائد وکلام وغیرہ سب شامل ہیں اور ان میں جو علوم عقلیہ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔(۶)

بقول آپ کے کسی استاد کا احسان اُٹھائے بغیر محض توفیق الٰہی سے حاصل ہے۔علم تکسیر، ہیئت، حساب، ہندسہ، ارثما طیقی، جبر ومقابلہ، لوغارثمات، علم التوقیت، زیجات، مثلث، کروی و مسطح، ہیئت جدیدہ، مربعات، جفر، فلسفۂ قدیمہ/جدیدہ، علم زائچہ وغیرہ۔

علوم وفنون کی یہ فہرست جو خود مصنف نے پیش کی ہے اور بعد کے مورخین نے اسی کو اپنی کتابوں میں شامل رکھا ہے بظاہر بہت کم ہے، کیوں کہ اوّل تو ایک ہزار سے زیادہ کتابیں لکھی گئیں (۷) کتابوں میں اکثر غیر مطبوعہ ہیں اور جو طبع ہو چکی ہیں ان پر جدید علوم کی روشنی میں نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے، راقم الحروف نے علوم جدیدہ کے حوالے سے جو کتب و رسائل اور فقہی مسائل میں جدید علوم کے جزئیات مطالعہ کیے ہیں؛ اس سے مزید مندرجہ ذیل علوم وفنون کی شاخوں کا اضافہ ہوا ہے، اس طرح آپ کے علوم وفنون کی تعداد ۷۰؍ تک جا پہنچتی ہے۔

علم طبیعیات، علم صوتیات، علم نور، علم کیمیا، علم طب، علم الادویہ، علم معاشیات، علم اقتصادیات، علم تجارت، علم شماریات، علم ارضیات، علم جغرافیہ، علم سیاسیات، علم بین الاقوامی امور، علم معدنیات، علم اخلاقیات۔

امام احمد رضا نے معقولات میں جن علوم وفنون پر اپنی قلمی کاوشیں یادگار چھوڑی ہیں ان کی فہرست پیش کی جاتی ہے پھر مختصر آپ کی علمی بصیرت پر گفتگو کی جائے گی۔

شمار	کتاب یا رسالے کا نام	موضوع	زبان	سن اشاعت/ناشر

۱۔ نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان (۱۳۳۹ھ)، ہیئت/فلسفہ، (اردو) حسنی پریس بریلی

۲۔ فوز مبین دررد حرکت زمین (۱۳۳۸ھ)، ہیئت طبیعیات، (اردو) ۱۹۸۹ء، دارالاشاعت بریلی

۳۔ معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین (۱۳۳۸ھ)، ہیئت/طبیعیات، (اردو) مجلس رضا لاہور

۴۔ الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ، (اردو) ۱۹۴۷ء، سمنانی کتب خانہ

۵۔ حاشیہ اُصول طبعی، طبیعیات، عربی، غیر مطبوعہ

۶۔ الصراح الموجز فی تعدیل المرکز (۱۳۱۹ھ)، (۲۴/اوراق)، ہیئت جدیدہ، فارسی، غیر مطبوعہ☆

۷۔ جدول برائے جنتری، سالہ، ہیئت جدیدہ، فارسی، غیر مطبوعہ

۸۔ قانون رویت اہلّۃ، ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ

۹۔ طلوع وغروب کواکب وقمر، ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ

۱۰۔ رویت الہلال (۱۳۲۳ھ)، (۱۳/اوراق)، ہیئت جدیدہ، اردو، غیر مطبوعہ☆

۱۱۔ مبحث المعادلۃ فات الدرجۃ الثانیۃ، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۲۔ حاشیۂ کتاب الصور، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۳۔ حاشیۂ شرح تذکرہ، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۴۔ حاشیہ طیب النفس، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ☆

۱۵۔ اقمار الانشراح لحقیقۃ الاصباح، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۶۔ جاوۃ الطلوع والُھمر للسیارہ والنجوم والقمر، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۷۔ حاشیہ تصریح، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۱۸۔ حاشیہ شرح چغمینی، (۳۹/اوراق)، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ☆

۱۹۔ حاشیہ علم ھیاۃ، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۲۰۔ حاشیہ رفع الخلاف فی دقائق الاختلاف، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۲۱۔ حاشیہ ماشرح باکورہ، ہیئت جدیدہ، عربی، غیر مطبوعہ

۲۲۔ حاشیہ خزانۃ العلم، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۲۳۔ الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۲۴۔ مسئولیات السہام، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ

۲۵۔ جدول الریاضی، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ☆

۲۶۔ الکسر العشری (۱۳۳۱ھ)، (۱۴؍اوراق)، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ☆
۲۷۔ زاویۃ اختلاف المنظر، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ
۲۸۔ عزم البازی فی جوالریاضی، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ☆
۲۹۔ کسور اعشاریہ، (۱۰؍اوراق)، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ
۳۰۔ معدن علومی درسنین ہجری عیسوی ورومی، ریاضی، فارسی، غیر مطبوعہ
۳۱۔ اشکال الاقلیدس لنکس اِشکال الاقلیدس، ریاضی، عربی، (۱۴۰۶ھ) مطبوعہ لاہور
۳۲۔ حاشیہ اُصولِ ہندسہ، (۱۵؍اوراق)، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ
۳۳۔ حاشیہ تحریر اقلیدس، ریاضی، عربی، غیر مطبوعہ
۳۴۔ اعالی العطایا فی الاضلاع والزوایا (۱۳۲۹ھ)، ٹریگنومیٹری، عربی، مجلس رضا لاہور
۳۵۔ المعنی المجلی للمغنی والظلی (۱۳۲۷ھ)، علم ہندسہ، عربی، غیر مطبوعہ
۳۶۔ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر (۱۲۹۶ھ)، (۳۴؍اوراق) علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ☆
۳۷۔ حاشیہ الدر المکنون، علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ
۳۸۔ ۱۱۵۲؍مربعات، علم تکسیر، عربی، غیر مطبوعہ
۳۹۔ مجتلی العروس، علم تکسیر، عربی، امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف
۴۰۔ رسالہ در علم تکسیر (۱۳۲۸ھ)، تکسیر، فارسی، غیر مطبوعہ
۴۱۔ الجد اول الرضویہ للمسائل الجفریہ، علم جفر، عربی، مجلس رضا لاہور
۴۲۔ الاجوبۃ الرضویہ للمسائل الجفریہ، علم جفر، عربی، مجلس رضا لاہور
۴۳۔ الشواقب الرضویہ علی الکواکب الدریہ، علم جفر، عربی، مجلس رضا لاہور
۴۴۔ رسالہ در علم لوگارثم، علم لوگارثم، اردو، مطبوعہ ۱۹۸۰ء، کراچی
۴۵۔ ستین ولوگارثم (۱۳۲۳ھ)، علم لوگارثم، اردو، غیر مطبوعہ
۴۶۔ حاشیہ زلالات البرجندی، علم زیجات/حرکات سیارگان، عربی، غیر مطبوعہ☆
۴۷۔ حاشیہ برجندی، علم زیجات/حرکات سیارگان، عربی، غیر مطبوعہ
۴۸۔ حاشیہ زیج ایلخانی، علم زیجات/حرکات سیارگان، عربی، غیر مطبوعہ
۴۹۔ حاشیہ زیج بہادر خانی، (۲۱۲؍اوراق)، علم زیجات/حرکات سیارگان، فارسی، غیر مطبوعہ

۵۰۔حاشیہ فوائد بہادر خانی،علم زیجات/حرکات سیارگان، فارسی،غیر مطبوعہ

۵۱۔حاشیہ جامع بہادر خانی،علم زیجات/حرکات سیارگان، فارسی،غیر مطبوعہ

۵۲۔مفسر المطالع للتقویم والطالع (۱۳۲۴ھ)،علم زیجات/حرکات سیارگان، فارسی،غیر مطبوعہ☆

۵۳۔حاشیہ القواعد الجلیلیہ ، ریاضی/ جبر ومقابلہ،عربی،غیر مطبوعہ

۵۴۔حل المعادلات لقوی المکعبات، ریاضی/ جبر ومقابلہ، فارسی،غیر مطبوعہ☆

۵۵۔رسالہ جبر ومقابلہ، ریاضی/ جبر ومقابلہ، فارسی،غیر مطبوعہ

۵۶۔تلخیص علم مثلث کروی،ٹریگنومیٹری، فارسی،مجلس رضا لاہور

۵۷۔رسالہ علم مثلت کروی،ٹریگنومیٹری، فارسی،مجلس رضا لاہور

۵۸۔وجوہ زوایا مثلث کروی،ٹریگنومیٹری، فارسی،مجلس رضا لاہور

۵۹۔الموہبات فی المربعات (۱۳۱۹ھ)، ارثماطیقی ،عربی،غیر مطبوعہ☆

۶۰۔کتاب الارثماطیقی ، ارثماطیقی ،عربی،غیر مطبوعہ

۶۱۔البدور فی اوج المجذور (۱۳۲۳ھ)، ارثماطیقی ، فارسی،غیر مطبوعہ

۶۲۔درأ القبح عن درک الصبح (۱۳۲۶ھ)،علم توقیت، اردو،فتاویٰ رضویہ، ج ۴

۶۳۔تسہیل التعدیل،علم توقیت، اردو،غیر مطبوعہ

۶۴۔ترجمہ قواعد نائیٹکل المنک (۱۳۲۹ھ)،علم توقیت، اردو،مطبوعہ

۶۵۔جدول اوقات،علم توقیت، اردو،مطبوعہ

۶۶۔میول الکواکب وتعدیل الایام،علم توقیت/ نجوم، اردو،مطبوعہ

۶۷۔زیج الاوقات للصوم والصلوٰۃ (۱۳۱۹ھ)،علم توقیت/ نجوم، اردو، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا

۶۸۔طلوع وغروب نیرین،علم توقیت/ نجوم، اردو،غیر مطبوعہ

۶۹۔الانجب الانیق فی طرق التعلیق (۱۳۱۹ھ)،علم توقیت/ نجوم، فارسی،مطبوعہ

۷۰۔استنباط الاوقات،علم توقیت/ نجوم، فارسی،غیر مطبوعہ

۷۱۔البرہان القویم علی العرض والتقویم (۱۳۲۷ھ)،علم توقیت/ نجوم، فارسی،مطبوعہ☆

۷۲۔تاجِ توقیت (۱۳۲۰ھ)،علم توقیت/ نجوم، فارسی،مطبوعہ

۷۳۔رویت ہلال رمضان (۱۳۲۳ھ)،علم توقیت/ نجوم، اردو،غیر مطبوعہ☆

۷۴۔ جدول ضرب، علم توقیت/ نجوم، عربی، مطبوعہ

۷۵۔ حاشیہ جامع الافکار، علم توقیت/ نجوم، عربی، مطبوعہ

۷۶۔ حاشیہ زبدۃ المنتخب، علم توقیت/ نجوم، عربی، مطبوعہ

۷۷۔ استخراج تقویمات کواکب، نجوم/ فلکیات، فارسی، غیر مطبوعہ

۷۸۔ استخراج وصول قمر برراس، نجوم/ فلکیات، فارسی، غیر مطبوعہ

۷۹۔ زاکی البہا فی قوۃ الکواکب وضعفہا (۱۳۲۵ھ)، نجوم/ فلکیات، فارسی، غیر مطبوعہ

۸۰۔ رسالہ ابعاد قمر، نجوم/ فلکیات، عربی، غیر مطبوعہ

۸۱۔ حاشیہ حدائق النجوم، نجوم/ فلکیات، عربی، غیر مطبوعہ

۸۲۔ حاشیہ القواعد الجلیلۃ فی الاعمال الجبریۃ، علم ریاضی/ الجبرا، عربی، غیر مطبوعہ☆

۸۳۔ رسالہ در علم مثلث الکروی القائمۃ الزاویہ، علم ریاضی/ ٹریگنومیٹری، عربی، غیر مطبوعہ

۸۴۔ الجفر الجامع (۱۳۳۲ھ)، علم جفر/ فلکیات، عربی، غیر مطبوعہ

۸۵۔ البیان شافیا لفونوغرافیا (۱۳۲۶ھ)، علم صوتیات، عربی، غیر مطبوعہ

۸۶۔ الجواہر والتوقیت فی علم التوقیت، علم توقیت، عربی، غیر مطبوعہ

۸۷۔ سمع الدماء فیما یورث العجز عن الماء (۱۳۳۵ھ)، علم نور طبیعیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۸۸۔ النور والنورق لاسفار الماء المطلق (۱۳۳۴ھ)، علم نور طبیعیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۸۹۔ الدقۃ والتبیان لعلم الرقۃ والسیلان (۱۳۳۴ھ)، علم نور طبیعیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۹۰۔ الہنئ النمیر فی الماء المستدیر (۱۳۳۴ھ)، علم ریاضیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۹۱۔ رحب الساحۃ فی میاہ لا یستوی (۱۳۳۴ھ)، علم ریاضیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۹۲۔ وجہها وجوفہا فی المساحۃ، علم ریاضیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۹۳۔ المطر السعید علیٰ نبت جنس ارض الصعید (۱۳۳۵ھ)، علم ارضیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۹۴۔ سفر السفر عن الجفر بالجفر، علم جفر / نجوم/ فلکیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۹۵۔ حسن التعمم لبیان حد التیمّم (۱۳۲۵ھ)، علم ارضیات، اردو، فتاویٰ جلد اوّل

۹۶۔ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ)، علم اقتصادیات/ تجارت، عربی، مطبوعہ لاہور

۹۷۔ النصح الحکومۃ لفصل الخصومۃ (۱۳۲۱ھ)، معاشیات، اردو، فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم

۹۸۔الکشف شافیا حکم فونو جرافیا (۱۳۲۸ھ)، علم صوت، اردو، فتاویٰ جلد دہم

۹۹۔المنیٰ والدرر لمن عمد منی آرڈر (۱۳۱۱ھ)، علم تجارت/ بنکاری، اردو، فتاویٰ جلد یازدہم

۱۰۰۔افصح البیان فی حکم مزارع ہندوستان، علم زراعت، اردو، فتاویٰ جلد چہارم

۱۰۱۔الاحلیٰ من السکر لطلبۃ سکر رُوسر (۱۳۰۳ھ)، علم کیمیا اطلاقی، اردو، فتاویٰ جلد دوم

۱۰۲۔تدبیر فلاح ونجات واصلاح، علم معاشیات/ اقتصادیات، اردو، مطبوعہ کراچی

۱۰۳۔اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام، علم بین الاقوامی امور، عربی، مطبوعہ

۱۰۴۔دوام العیش فی الائمۃ من قریش (۱۳۳۹ھ)، علم سیاسیات، اردو، مطبوعہ کراچی

۱۰۵۔حاشیہ مقدمہ ابن خلدون، علم سیاسیات، عربی، غیر مطبوعہ

۱۰۶۔فتاویٰ رضویہ، جلد ہفتم، کچہری کا نیلام/ بیمہ/ کو آپریٹو بنک/ کمپنیوں کے حِصص /انشورنس، مطبوعہ کراچی

نوٹ: (☆ یہ تمام رسائل ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی لائبریری میں موجود ہیں۔)

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے منقولات کے بیش بہا خزانے کے ساتھ معقولات میں بھی ایک قیمتی سرمایہ عربی، فارسی، اردو تینوں زبانوں میں یادگار چھوڑا ہے۔علوم عقلیہ میں جو اہم یادگار چھوڑی ہیں اس کی ایک نامکمل فہرست آپ کے سامنے ہے۔آپ کا سب سے قیمتی، تحقیقی شاہکار قرآن مجید کا اردو زبان میں ''کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن'' کے نام سے ترجمہ ہے، جو آپ نے ۱۳۳۰ھ بمطابق ۱۹۱۱ء میں مکمل کیا، یہ ترجمہ جہاں ایک طرف فنی اعتبار سے مستند ترین ترجمہ ہے تو دوسری طرف مکمل سائنٹیفک ترجمہ ہے۔دوسرا اہم ترین شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے جو ۱۲ رضخیم مجلدات پر مشتمل ہے۔ ہر جلد جہازی سائز ہزار صفحات پر مشتمل ہے، ایک ضخیم علمی تحقیقی خزانہ ہے اگرچہ یہ فقہی مسائل پر مشتمل ہے لیکن یہ منقولات کے ساتھ ساتھ معقولات کے تمام علوم وفنون کا احاطہ کرتا ہے۔مثلاً ریاضی وجغرافیہ جیسے علوم سے مسائل شرعیہ کا استخراج (۸)، مسافت قصر کا تعین علم توقیت/ جغرافیہ /ارضیات کی روشنی میں۔(۹)

اوقات صوم و صلاۃ علم ہیئت/توقیت کے قواعد کی روشنی میں (۱۰)، بنکاری، اقتصادیات معاشیات کی روشنی میں شرعی توجیہات (۱۱)، علم زیجات/ ریاضی/ فلکیات کی مدد سے رویت ہلال کے مسائل کا حل۔(۱۲)

فتاویٰ رضویہ، جلد اوّل اگرچہ کتاب طہارت پر مشتمل ہے، لیکن ضمنی مسائل کے اندر علوم

عقلیہ کی تشریحات میں مکمل دسترس کا ثبوت دیا ہے، مثلاً پانی میں رنگ ہے یا نہیں، پانی کا رنگ سفید ہے یا سیاہ، کیا سبب ہے کہ موتی شیشہ بلور پینے سے خوب سفید ہوجاتے ہیں، رنگین پیشاب کا جھاگ سفید کیوں معلوم ہوتا ہے۔ آئینہ میں دراڑ پڑ جائے تو وہاں سپیدی کیوں معلوم ہوتی ہے، آئینہ میں اپنی صورت اور وہ چیزیں جو پیٹھ کے پیچھے ہوتی ہیں کس طرح نظر آتی ہیں، آئینہ میں داہنی جانب بائیں اور بائیں جانب داہنی کیوں نظر آتی ہے۔ برف کے سفید نظر آنے کا سبب، شعاعیں جتنے زاویے پر جاتی ہیں اتنے ہی زاویے پر پلٹتی ہیں، رنگتیں تاریکی میں موجود رہتی ہیں۔ پتھر کس طرح بنتا ہے، پتھروں کی اقسام، پارہ آگ پر کیوں نہیں ٹھہرتا۔ معدنیات میں چار قسمیں ناقص الترکیب ہیں، چاروں عنصروں میں ایک دوسرے سے تبدیلی کی بارہ صورتیں، اجزائے ارضیہ بلاواسطہ بھی آگ ہوجاتے ہیں، کان کی ہر چیز گندھک و پارے کی اولاد ہے، گندھک نر ہے یا مادہ، قطر و محیط کی نسبت دائرے کے قطر و محیط و مساحت سے جو ایک چیز معلوم ہوتی ہے وہ معلوم کرنے کا طریقۂ مصنف، مٹی کی اقسام اور ان کی درجہ بندی وغیرہ۔

اسی طرح فتاویٰ رضویہ کی تمام مجلدات میں سائنسی موضوعات پر رسائل اور تحریریں ملتی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ، جلد ہفتم کا مطالعہ کیجیے تو اقتصادیات، معاشیات، بنکاری اور دیگر لین دین کے تمام مسائل سمیٹے ہوئے ہے، اگر تحقیق کی نگاہ سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو اسلامی نظام مالیات کی یہ نادر کتاب ہے جو ہر مسلمان معاشرہ کے لیے ضروری ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو سائنسی علوم پر بھی اتنی ہی دسترس حاصل تھی جتنی دینی علوم پر اور آپ کے سامنے دینی، سائنسی، منقولات یا معقولات کا کوئی بھی پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ پیش ہوتا تو آپ فی الفور اور فی البدیہہ اس کا جواب تحریر فرمادیتے یا زبانی بتادیتے اور خوبی یہ ہوتی کہ کتابوں کی مدد کے بغیر اس مسئلے کا حل پیش فرمادیتے۔

مثلاً: دوسرے سفر حج کے موقع پر ۱۳۲۳ھ میں علماے حرمین شریفین نے دو اہم مسائل میں آپ سے استفسار کیا۔ ایک کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطائی علم غیب سے تھا اور دوسرے کا تعلق کاغذ کے نوٹ کا مسئلہ تھا، جو اقتصادیات اور معاشیات سے متعلق تھا۔ آپ نے استفتا کے جواب میں مسئلہ علم غیب پر عربی زبان میں صرف ۸۔۱۰ رگھنٹوں میں ۳ رنشست کے اندر، بخار کے عالم میں بغیر کسی کتاب کی مدد کے ۲۴۰ رصفحات پر مشتمل ایک مدلل جواب بعنوان "الدولۃ المکیۃ

بالمادة الغيبة (۱۳۲۴ھ)'' اپنے بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں (متوفی ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۲ء) کو املا کروایا، اوراسی طرح دوسری کتاب نوٹ کے مسئلہ پر عربی زبان میں چند گھنٹوں میں بغیر کتب کی مدد کے ''**كفيل الفقيه الفاهم فى احكام قرطاس الدراهم**'' (۱۳۲۴ھ) جیسی ممتاز کتاب تصنیف فرمائی، جو بلاسودی بنکاری کے شرعی طریق کار پر منفرد کتاب ہے، اور موجودہ بنکاری اور اقتصادی مسائل کی اہم ضرورت ہے، اسی طرح مسائل جدیدہ کے موضوع پر سیکڑوں کتب ورسائل تصنیف فرمائے اوراُن کی تصنیف میں بھی کسی بھی کتاب کو کھول کر دیکھنے کی نوبت نہ آئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ جب کبھی ایک کتاب نظر سے گزر جاتی وہ اسی طرح آپ کے ذہن میں محفوظ رہتی جس طرح آج کمپیوٹر پوری کتاب کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اور جس وقت بھی کوئی مسئلہ منقولات یا معقولات کا درپیش آتا آپ کا ذہن اس مسئلہ کو اسی لمحہ حل کر دیتا جس طرح بٹن دباتے ہی کمپیوٹر رزلٹ دے دیتا ہے۔ یہ آپ کی بے پناہ ذہانت وفطانت کی دلیل ہے مثلاً:

سان فرانسسکو (امریکہ) کے ایک ہیئت داں (Astronomist) پروفیسر البرٹ ایف پورٹا نے ایک مرتبہ یہ پیش گوئی کی کہ ۱۷/دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت کئی ستاروں کے اجتماع اوران کی مجموعی کشش کے نتیجے میں بڑے بڑے گھاؤ پڑیں گے، جس سے امریکہ میں خصوصاً اور دُنیا میں عموماً زبردست تباہی مچے گی۔ یہ پیش گوئی بھارتی اخبار ایکسپریس بانکی پور پٹنہ کے ۲۸/اکتوبر ۱۹۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ (۱۴)

امام احمد رضا کے سامنے جب علامہ ظفر الدین بہاری (متوفی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) مصنف صحیح البہاری، ۴ جلدیں) نے اس پیش گوئی پر استفسار کیا تو آپ نے اس کو لغو قرار دیا اور اس امریکی ہیئت داں کی پیش گوئی کی رد میں ایک سائنٹیفک رسالہ اردو زبان میں بعنوان ''معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین'' (۱۳۳۸ھ) مکمل کیا، جو مجلس رضا لاہور نے طبع کروایا تھا اور اس کا انگریزی ترجمہ (مترجم مشہور صحافی نگار عرفانی) ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

اس رسالے کے علاوہ آپ نے آئن اسٹائن اور آئزک نیوٹن کے خیالات کا بھی تعاقب کرتے ہوئے ۳/مزید سائنسی رسائل تحریر فرمائے:

۱۔ الكلمة الملهمة فى الحكمة المحكمة (۱۳۳۸ھ)، مطبوعہ انڈیا۔

۲۔ فوز مبین در رد حرکت زمین (۱۳۳۸ھ) حال ہی میں بریلی سے مکمل شائع ہوا ہے۔

۳۔ نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۹ھ)، مطبوعہ لاہور۔

امام احمد رضا نے یہ رسائل لکھ کر علم ہیئت کے میدان میں تہلکہ مچا دیا، کیوں کہ آپ نے نیوٹن، آئین اسٹائن اور البرٹ ایف پورٹا کے پیش کیے ہوئے ان کے بنیادی قانون کا رد فرمایا اور قرآن سے ثابت کیا کہ زمین ساکن ہے اور سورج اور دوسرے سیارے زمین کے گرد گردش میں مصروف ہیں۔ آپ نے رد میں ۱۰۵/ دلیلیں قائم کیں، جن میں سے ۱۵/ دلیلیں سابقہ کتابوں کی ہیں اور ۹۰/ دلائل خود آپ نے تنہا قائم کیے۔ (۱۵) حرکت زمین کے رد میں ایک کتاب جرمنی سے بھی شائع ہوئی تھی بعنوان 100 Authors Against Einstion (۱۶)

نیوٹن اور آئن اسٹائن کے نظریات سے تمام دُنیا واقف ہے اور ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ مولانا احمد رضا کے تعاقبات اور تنقیدات کا مطالعہ کریں اور دُنیا کے سامنے پیش کریں، کیوں کہ اوّل تو آپ ان کے معاصرین میں ہیں، دوم آپ بات دلائل سے کرتے ہیں اور دلائل بھی عین سائنسی ہوتے ہیں، آپ کی کتاب نظریہ حرکت زمین کا جب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام (نوبل انعام یافتہ) نے مطالعہ کیا تو اپنے خیال کا اظہار انھوں نے ایک مکتوب ہی میں کیا جو ڈاکٹر محمد مسعود صاحب کے نام لکھا تھا۔ (۱۷)

''مجھے خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا نے اپنے دلائل میں Logical & Axiomatic پہلو مدنظر رکھا ہے۔''

آپ کے فلسفہ رد حرکت زمین کے سلسلے میں پروفیسر ابرار حسین علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی رقم طراز ہیں: (۱۸)

''اعلیٰ حضرت کی ضرب دراصل نیوٹن کے نظریات پر ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تحریر کو سرسری نظر سے دیکھ کر رد کر دینا میرے خیال میں غیر سائنسی فعل ہے، خصوصاً اس صورت میں جب نامور سائنس داں بھی اس قسم کے نظریات آج بھی رکھتے ہیں۔''

امام احمد رضا ہیئت، طبیعیات، فلکیات کے ساتھ ہی ساتھ علم ریاضی، ہندسہ کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ علوم ریاضی پر بے شمار رسائل تصنیف فرمائے ہیں اور بہت سی کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں اور مختلف موقعوں پر حیرت انگیز جواب بھی دیے ہیں۔ مثلاً ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء سے قبل برصغیر پاک و ہند کے ماہر ریاضی داں اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے سابق شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء

الدین نے علم المربعات سے متعلق ایک سوال اخبار دبدبۂ سکندری (رام پور) میں شائع کروایا کہ کوئی ریاضی داں اس کا جواب دے، چناں چہ جب آپ کے سامنے وہ سوال پیش کیا گیا تو آپ نے نہ صرف جواب شائع کروایا بلکہ اپنی طرف سے ایک سوال اس جواب کے ساتھ پیش کیا، جس کا جواب سر ضیاء الدین نے اخبار میں شائع کروایا تو آپ نے ڈاکٹر ضیاء الدین کے جواب کی تغلیط فرما کر ڈاکٹر صاحب کو حیرت میں ڈال دیا کہ ایک عالم دین دینی اور تدریسی زندگی بسر کرنے والا اتنا بڑا ریاضی داں بھی ہے۔ (۱۹)

ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو ایک دفعہ پھر ریاضی کے مسئلہ میں دُشواری پیش آئی اور جس کے حل کے لیے وہ جرمنی جانا چاہتے تھے لیکن پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف بہاری (متوفی ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء، صدر شعبۂ دینیات، علی گڑھ یونی ورسٹی، تلمیذ وخلیفہ امام احمد رضا) ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو لے کر بریلی حاضر ہوئے اور جب ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے اپنا لاینحل Probability کا سوال آپ کے سامنے زبانی پیش کیا تو آپ نے زبانی فوراً اس کا حل پیش کر دیا۔ (۲۰)

بعد میں سر ضیاء الدین نے اپنے تاثرات میں فرمایا: ''میرے سوال کا جواب بہت مشکل اور لاینحل تھا۔ آپ نے ایسا فی البدیہہ جواب دیا گویا اس مسئلے پر عرصے سے ریسرچ کر رہے ہوں۔ اب ہندوستان میں اس کا کوئی جاننے والا نہیں۔'' (۲۱)

اسی طرح امام احمد رضا نے علم صوتیات کے موضوع پر ایک رسالہ بعنوان ''البیان شافیا لفرنو غرافیا'' ۱۳۲۶ھ میں قلم بند فرمایا۔ اگر چہ اس کا موضوع فقہی ہے مگر حقیقت میں سائنسی ہے اور آوازوں کی لہروں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی علم ہیئت/طبیعیات پر کئی رسائل فتاویٰ رضویہ کی زینت ہیں۔ علم ہیئت کے ساتھ ساتھ علوم نجوم/توقیت/تکسیر پر کمال حدِّ ایجاد کے درجہ پر تھا۔ چناں چہ علامہ ظفر الدین بہاری ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' میں صفحہ ۵۹ / پر رقم طراز ہیں:

''ہیئت ونجوم میں کمال کے ساتھ علم توقیت میں کمال حدِ ایجاد کے درجہ پر تھا یعنی اگر انہیں فن کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔''

امام احمد رضا نے علومِ عقلیہ کے حوالے سے جو کچھ تحریر کیا ہے، اس کی ندرت یہ ہے کہ پہلے حمد و ثنا بیان فرماتے ہیں، پھر قرآن مجید کے حوالے دیتے ہیں، اس کے بعد اقوالِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نقل فرماتے ہیں، پھر اقوالِ سلفِ صالحین سے دلائل مضبوط کرتے ہیں، ان تمام دلائل کو

یکجا کرنے کے ساتھ ساتھ ترتیب نو کرتے ہیں اور آخر میں اپنے قول پیش فرماتے ہیں، گویا ہر سائنسی رسالہ بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں۔ جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ قرآن مجید واحادیث پر آپ کی بڑی گہری اور وسیع نظر تھی۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آپ نے قرآن اور سائنس کو کبھی علیٰحدہ نہ کیا اور ہر سائنسی موضوع پر لکھ کر یہ ثابت کیا کہ قرآن مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمام تعلیم موجود ہے۔ اسی وجہ سے امام احمد رضا کا اندازِ فکر منطقی ہوتے ہوئے بھی مذہبی تھا، وہ کسی علم وفن کو مذہب سے علیٰحدہ تصور نہ کرتے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ جب پروفیسر حاکم علی خان (۲۲) (متوفی ۱۹۴۴ء) جو اسلامیہ کالج لاہور میں ریاضی کے استاد تھے اور اپنے فن میں یگانۂ روزگار تھے؛ انھوں نے امام احمد رضا سے نظریہ حرکت زمین کے متعلق استفسار کرتے ہوئے ایک مکتوب میں آپ کو لکھا۔ (۲۳)

''غریب نواز! کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر ان شاء اللہ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔''

امام احمد رضا نے اس کا جو جواب قلم بند کیا وہ مسلمان سائنس دانوں کے لیے قابلِ توجہ ہے، آپ نے لکھا: (۲۴) ''محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات ونصوص میں تاویلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کرلیا جائے، یوں تو معاذ اللہ! اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے، سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے، دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے، جابجا سائنس کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو، سائنس کا ابطال واسکات ہو، یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہ تعالیٰ دُشوار نہیں۔''

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ) فرزند مفتی محمد مظہر اللہ مجددی نقشبندی دہلوی (متوفی ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء) امام احمد رضا کے فکری انداز کے سلسلے میں اپنی تالیف ''حیات امام احمد رضا خاں'' میں صفحہ نمبر ۱۱۳/ پر رقم طراز ہیں:

''مولانا بریلوی نے جس اندازِ فکر کی نشان دہی کی ہے اگر اس کو اپنا لیا جائے تو آج ہمارے پڑھے لکھے نوجوان جدید افکار وخیالات سے اتنے مرعوب اور اسلامی فکر وخیال سے اتنے بیگانہ نظر نہ آتے، بلکہ راقم کا تو یہ خیال ہے کہ خود سائنس داں قرآن سے روشنی حاصل کرتے تو جہاں وہ آج

پہنچتے ہیں صدیوں قبل پہنچ چکے ہوتے۔''

امام احمد رضا قرآن پاک کے گرویدہ تھے اور آپ نے تمام علوم وفنون قرآن ہی سے سیکھے، اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ جب قرآن پاک کی ان آیات کا ترجمہ فرماتے جو قطعی طور پر علوم عقلیہ کی وضاحت کرتے ہیں، یا اس طرف اشارہ ہوتا، تو اردو زبان کے تمام تراجم میں واحد آپ کا ترجمہ (کنزالایمان) یہ ظاہر کرتا ہے کہ: آپ کو اللہ نے وہ علم لدنی عطا فرمایا ہے کہ اس کے صدقے میں آپ ہر آیت میں اس علم وفن کے متعلق جان لیتے اور پھر لفظوں کا چناؤ اسی علم کی اصطلاحات کے مطابق فرماتے۔ یہ خوبی اردو زبان کے کسی بھی قرآنی ترجمہ میں نظر نہیں آتی، اگرچہ تمام مترجمین یقیناً علوم دینیہ سے باخبر ہوں گے! لیکن علوم عقلیہ کا کوئی واقف کار نظر نہیں آتا، مگر امام احمد رضا تمام سائنس دانوں کی توقعات پر پورا اُترتے ہیں، اور آپ کا ترجمہ پڑھ کر جہاں ایک دینی عالم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا وہیں علوم عقلیہ کا ماہر بھی امام احمد رضا سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتا، اور وہ یہ جان کر خوش ہوتا ہے کہ سائنسی قانون جو آج پیش کیے جارہے ہیں ہمارا قرآن ۱۴ رسو سال قبل پیش کر چکا ہے۔

مثلاً اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے نکل کر فضاؤں کو چیرتا ہوا چاند پر قدم رکھنے کے قابل ہوگیا۔ اب اس حقیقت کے لیے دو باتیں قرآن سے مطلوب ہیں، پہلی یہ کہ کیا انسان زمین کے کناروں/ حدود سے باہر نکل سکتا ہے یا نہیں اور نکلنے والا کافر ہو یا مسلم، دوسری بات یہ کہ آیا انسان چاند یا دوسرے سیاروں پر پہنچ سکتا ہے یا نہیں۔ ان دونوں سوالوں کا جواب قرآن پاک کے حوالے سے سوائے امام احمد رضا کے ترجمے کے اور کسی مترجم کے ہاں نہیں ملتا۔ قرآن پاک نے ان دونوں سوالوں کی حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ (سورۂ رحمٰن: آیت ۳۳)

ترجمہ: ''اے جن وانسان کے گروہ! اگر تم سے ہوسکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ، جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔''

(ترجمہ: کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، امام احمد رضا)

امام احمد رضا نے قرآن پاک سے یہ ثابت کیا کہ زمین کے کناروں سے نکلنا آسان تو نہیں مگر

اگر نکل جاؤ گے تو سلطنت اسی کی رہے گی یعنی وہ اس زمین کا بھی خدا ہے اور تم جس جگہ بھی چلے جاؤ وہاں بھی اسی کی خدائی ہے۔ آپ نے لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ کا ترجمہ فرمایا کہ ''جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے'' اور یہ عین سائنٹیفک ترجمہ ہے، کیوں کہ اس میں کوششوں کے بعد زمین کے کناروں سے نکلنے کا اشارہ موجود ہے کہ انسان ترقی کر کے اس دور میں داخل ہوگا کہ جب وہ زمین کے کناروں سے نکل سکے گا اور آج ہزاروں لاکھوں آدمی فضائی سفر کرتے ہیں، زمین سے تیس ہزار سے ۴۰ رہزار فٹ بلندی پر پہنچ جاتے ہیں اور انسان نے جہاز کے بعد راکٹ بنائے جو لاکھوں میل دُور کی سیر کر سکتے ہیں، اسی میں ایک راکٹ 'اپالو' نام کا چاند پر بھی پہنچ گیا، اور اب انسان کا سفر چاند سے بھی دُور مریخ کی طرف ہے، جو زمین کے کنارے سے کروڑوں میل دور ہے۔ تو زمین کے کناروں سے نکلنا ناممکن ہوتا تو کسی طرح کوئی بھی انسان ہزار کوشش کے باوجود نہیں نکل سکتا اور اگر یہ قرآنی قانون ہوتا کہ تم زمین کے کناروں سے نہ نکل سکو گے تو مرضی خداوندی کے خلاف انسان یہ کام انجام نہیں دے سکتا تھا، مگر قرآن بتا رہا ہے کہ آؤ مجھ سے پوچھو! میں ہر شے کی تفصیل بتاؤں گا۔ امام احمد رضا نے اس نکتے کو جب قرآن سے پوچھا تو قرآن نے جواب دیا کہ ''جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے'' جب کہ دیگر مترجمین کے ترجموں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے نکل ہی نہیں سکتا:

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔

۱۔ نہ پیٹھ جاؤ گے مگر ساتھ غلبہ کے۔ (شاہ رفیع الدین)

۲۔ مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے ہی نہیں) (مولوی اشرف علی تھانوی)

۳۔ اور نہ زور کے سوا تم نکل سکتے ہی نہیں۔ (مولوی فتح محمد جالندھری)

۴۔ مگر کچھ ایسا ہی زور ہو تو نکلو۔ (ڈپٹی نذیر احمد دہلوی)

۵۔ تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔ (مرزا بشیر الدین)

۶۔ تم بغیر قوت اور غلبہ کے نکل ہی نہیں سکتے۔ (مولوی فرمان علی)

۷۔ نہیں بھاگ سکتے اس کے لیے بڑا زور چاہیے۔ (مولوی مودودی)

اسی طرح دوسرے سوال کا جواب کہ آیا انسان زمین کے علاوہ کسی اور سیارے پر قدم رکھ سکتا ہے یا نہیں اس جواب کی گنجائش بھی صرف امام احمد رضا کو نظر آئی، اگرچہ ان کے زمانے میں انسان

نے چاند پر قدم نہیں رکھا تھا مگر انسان کی ترقی کی دوڑ کو انھوں نے دیکھ لیا تھا اور قرآن کو انہوں نے بغور سمجھا، لہٰذا مندرجہ ذیل آیت سے استنباط کیا:

وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ o لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ o فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔

(سورۂ انشقاق، ۱۸-۲۰)

ترجمہ: ''اور چاند کی جب پورا ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے تو کیا ہوا انھیں ایمان نہیں لاتے۔'' (ترجمہ: کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، امام احمد رضا)

یہاں آپ کے لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کا ترجمہ ''منزل بہ منزل چڑھنا'' فرما کر یہ بتا دیا کہ انسان جب فضاؤں کو چیرتا ہوا باہر نکلے گا تو ضرور اس کی کوئی دوسری منزل ہوگی اور سورت کی ۱۸/ویں آیت یہ بھی اشارہ کر رہی ہے کہ وہ منزل چاند ہوگی اور ممکن ہے کہ منزل بہ منزل انسان چڑھتا ہی چلا جائے اور ۲۰/ویں آیت یہ بھی اشارہ کر رہی ہے کہ یہ انسان جو چاند یا کسی اور سیارہ پر قدم رکھے گا وہ مسلمان نہیں کافر ہوگا اور دُنیا گواہ ہے کہ چاند پر پہلا قدم رکھنے والے (۲۵) دونوں امریکی خلاباز نیل آرم اسٹرانگ اور ایڈن ایلڈرن کافر تھے۔ اب اگر قرآن یہ بات بتانے سے قاصر رہے کہ آیا انسان کسی دوسرے سیارے پر قدم رکھے گا یا نہیں، اور انسان قدم رکھ لے تو اتنی بڑی ترقی اگر قرآن نہ بتا سکے تو پھر قرآن کا یہ وعدہ درست نہیں رہتا کہ ہر خشک اور تر کا ذکر قرآن میں موجود ہے! یا ہر شے کی تفصیل موجود ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہوا کہ قرآن کو سمجھنے کے لیے خاص کر آج کل کے دور میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دُنیاوی علوم پر دسترس بھی ضروری ہے۔ امام احمد رضا نے ایسے ہی لفظوں کا چناؤ کر کے جہاں مذہبی اور دینی قانون کی پابندی کی ہے تو دوسری طرف دیگر علوم وفنون کی معلومات کی بھی بڑے نپے تلے لفظوں میں ترجمانی کی ہے، اب اسی آیت کا ترجمہ جو دیگر مترجمین کرتے ہیں اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آیت انسان کی اس ترقی کی طرف اشارہ بھی کرتی ہے:

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ

۱۔ البتہ سوار ہو گے تم ایک حالت پر ایک حالت سے۔ (شاہ رفیع الدین دہلوی)

۲۔ کہ تم لوگوں کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت کو پہنچنا ہے۔ (مولوی اشرف علی تھانوی)

۳۔ کہ تم درجہ بدرجہ (رتبہ اعلیٰ) پر چڑھو گے۔ (مولوی فتح محمد جالندھری)

۴۔ کہ تم لوگ اسی طرح درجہ بدرجہ منزل ہستی کو طے کرو گے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

۵۔ تم ضرور درجہ بدرجہ ان حالتوں کو پہنچو گے۔ (مرزا بشیر الدین)

۶۔ کہ تم لوگ ضرور ایک سختی کے بعد دوسری سختی میں پھنسو گے۔ (مولوی فرمان علی)

۷۔ تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے۔

(مولوی مودودی)

ان تراجم کو دیکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا جیسا متجر عالم اور کوئی نہیں۔ بات آپ نے بھی وہی کہی بس الفاظ کے چناؤ نے اس کو نکھار دیا اور اس سے سائنسی پہلو بھی اخذ ہو گیا اسی طرح آپ کی وسعت نظری کا اندازہ علم ارضیات کے حوالے سے قرآن پاک کی سورۃ النّٰزِعٰت کی ۳۰ ویں آیت سے کیجیے:

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا (سورہ النّٰزِعٰت، آیت ۳۰)

''اور اس کے بعد زمین پھیلائی۔'' (ترجمہ: کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، امام احمد رضا)

تمام اردو مترجمین نے لفظ دَحٰهَا کے معنی پھیلنے کے بجائے جماؤ کیے ہیں، جب کہ لفظ پھیلنا اور جمانا دو مختلف مفہوم رکھتے ہیں۔ جمانے سے جو مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کوئی چیز تہہ بہ تہہ ایک کے اوپر ایک جم رہی ہو اور پھیلنا کا مفہوم یہ بتاتا ہے کہ کسی چیز کا حجم بڑھ رہا ہے۔ علوم ارضیات زمین کے متعلق یہ معلومات فراہم کرتی ہے کہ زمین جب سے وجود میں آئی ہے برابر پھیل رہی ہے (۲۶) وہ اس طرح کہ دُنیا کے تمام بڑے بڑے سمندروں میں یعنی بحر ہند، اوقیانوس، وغیرہ میں بیچ و بیچ سمندر میں نیچے پانی کی تہوں میں سمندری خندقیں (Oceanic Trenches) پائی جاتی ہیں۔ یہ خندقیں ہزاروں میل لمبی ہیں اور ان خندقوں سے برابر گرم گرم پگھلا ہوا لاوا نکل رہا ہے اور اوپر آنے کے بعد یہ دونوں جانب جم جاتا ہے، جب نیا لاوا نکلتا ہے تو پہلے سے جمع شدہ تہہ دائیں بائیں جانب سرکتی ہے؛ اس کے سرکنے سے براعظم پورا سرکتا ہے اور سمندر پیچھے چلا جاتا ہے زمین بلند ہو جاتی ہے، یہ عمل اگرچہ بہت آہستہ ہوتا ہے لیکن برابر جاری رہتا ہے۔(۲۷) زمین چوں کہ برابر اُٹھ رہی ہے اپنے پھیلاؤ کی وجہ سے، اور اس کے پھیلاؤ کی رفتار مختلف براعظموں میں مختلف ہے، کوئی براعظم ۳ر سینٹی میٹر ہر سال اوپر اُٹھ جاتا ہے کوئی چار سینٹی میٹر، ہمارا براعظم ایشیا کا برصغیر پاک و ہند کا حصہ ۳ر اعشاریہ ۵ ر سینٹی میٹر ہر سال اوپر اُٹھ جاتا ہے اور بحیرۂ عرب برابر پیچھے ہٹ رہا ہے۔ یہی قدرتی عمل زمین کو برابر پھیلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

زمین کے اس پھیلاؤ کا ذکر سورہ النّٰزِعٰت کی ۳۰؍ویں آیت میں کیا اور امام احمد رضا نے قدرت کے اس عمل کو سمندر کی ۶۔۷؍کلومیٹر کی گہرائی میں دیکھ لیا اور ترجمہ کیا ''اس کے بعد زمین پھیلائی۔'' زمین کے پھیلنے کے اس عمل کو صرف امام احمد رضا جیسا سائنس داں ہی دیکھ سکتا ہے۔ اور پھر اس پورے عمل کو یا اس کی تفسیر کو آپ نے لفظوں کے چناؤ کے بعد ایک لفظ میں سمیٹ دیا، جب کہ اردو زبان کے تمام مترجمین جن کی تعداد ۱۰۰؍سے زیادہ ہے اور ان میں سے راقم کو اکثر تراجم دیکھنے کا اتفاق ہوا؛ کوئی بھی مترجم آیات کا ترجمہ اس کے علم کے مطابق نہ کرسکا، جس علم کے متعلق وہ آیت اشارہ کررہی ہے۔ دُنیاے مترجمین قرآن میں امام احمد رضا واحد مترجم ہیں جنھوں نے ترجمہ قرآن میں علوم وفنون کے تمام زاویوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا، اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں ایک مثال اور پیش کرتا ہوں کہ امام احمد رضا جامع الکتاب (قرآن) کے جامع العلوم عالم اور نکتہ داں تھے،

راقم چوں کہ علم ارضیات میں ایم۔ ایس۔ سی ہے اور گزشتہ ۱۲؍سال سے جامعہ کراچی میں شعبۂ ارضیات میں علومِ ارضیات پڑھا رہا ہے، چناں چہ میری نظر جب ترجمۂ قرآن پر پڑتی ہے تو میں ان آیات میں وہ قانون تلاش کرتا ہوں جو زمین کی پیدائش اور اس کے ارتقا سے تعلق رکھتے ہیں تو سوائے امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' کے اور کسی ترجمہ میں مجھے اس علم کے متعلق خصوصاً اور دیگر علوم سے متعلق عموماً ایسے اشارات نہیں ملتے جو قرآنی آیات کی حکمت پر روشنی ڈالے، مثلاً علم ارضیات میں یہ قانون عام ہے کہ زمین جب پیدا کی گئی تو یہ آگ کا گولہ تھی، اس کے بعد یہ ٹھنڈا ہونا شروع ہوئی۔ ٹھنڈی ہونے کے دوران یہ برابر ہچکولے کھاتی رہی، یعنی اس میں تھرتھراہٹ تھی اور زمین کو قرار نہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ زمین کے اوپر پہاڑ بننا شروع ہوئے اور زمین اگرچہ اوپر سے ٹھنڈی ہوگئی، مگر اس کے اندر گرم لاوا مائع کی شکل میں موجود رہا۔ پہاڑ جو سمندر کے اندر اور سمندر کے باہر بھی موجود ہیں، اسی گرم لاوا کے اوپر لنگر انداز ہیں بالکل اسی طرح جس طرح سمندری جہاز سمندر میں لنگر انداز ہوتا ہے اور جہاز کو جنبش سے روکے رہتے ہیں، اسی طرح قدرت نے پہاڑوں کے لنگر ڈال کر زمین کی تھرتھراہٹ اور اس کی جنبش کو روکے رکھا ہے، اور زمین ہم کو ساکن محسوس ہوتی ہے، اور جب کہیں اس قدرتی لنگر میں فرق آتا ہے اور اس کا توازن بگڑتا ہے تو ان مقامات پر زلزلے آجاتے ہیں اور آتش فشاں اُبلنے لگتا ہے، کیوں کہ ان پہاڑوں کے نیچے ہر جگہ آتش فشاں یا لاوا موجود ہے، کہیں اس کی گہرائی چند ہزار فٹ ہے اور کہیں ہزاروں

فٹ ہے، مگر سخت زمین کے نیچے لاوا ہی لاوا ہے۔ زلزلے کی جو کیفیت ہم کو چند ساعت کے لیے نظر آتی ہے یا محسوس ہوتی ہے، زمین کی پیدائش کے وقت پوری زمین اسی طرح ہلتی تھی تو اللہ نے پہاڑ بنا کر اس سے لنگر اندازی کرائی اور آج زمین میں سکوت ہے، اس سارے علم کو علم ارضیات میں (۲۸) Isostatic Theory کہتے ہیں۔ قرآن نے بھی زمین کی پیدائش کے متعلق کئی انداز میں تذکرہ کیا ہے لیکن متعدد مترجم- قرآن کی آیات کا لفظی ولغوی ترجمہ تو بے شک کرتے ہیں لیکن ان آیات کے پیچھے جو علم کا سمندر ہے اس کو سمجھنے سے قاصر نظر آتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مترجم ظاہری الفاظ کی عکاسی کرتے ہیں، مولانا احمد رضا خاں ان ہی ظاہری الفاظ کے اندر لفظوں کا چناؤ کر کے اس علم کی بھی عکاسی کر جاتے ہیں جس علم کے لیے وہ آیت نشان دہی کر رہی ہے۔ مثلاً سورۂ انبیا میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ (سورۂ انبیا، آیت ۳۱)

۱۔ ''اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے کہ انھیں لے کر نہ کانپے۔ (امام احمد رضا)

ساتھ میں ملاحظہ کیجیے دیگر اردو تراجم:

۲۔ اور رکھ دیے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ کبھی ان کو لے کر جھک پڑے۔
(مولوی محمود الحسن دیوبندی)

۳۔ اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کبھی ان کو لے کر جھک پڑے۔ (شاہ عبد القادر دہلوی)

۴۔ اور ہم نے زمین پر بھاری پہاڑ اس لیے رکھ دیے تاکہ وہ لوگوں کو لے کر ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے۔ (ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی)

۵۔ اور ہم نے زمین میں جمے ہوئے پہاڑ بنا دیے کہ ایک طرف ان کے ساتھ جھک نہ پڑے۔
(ابو الکلام آزاد)

۶۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ دیے تاکہ وہ مخلوق کو ہلا نہ سکے۔ (محمد میمن جونا گڑھی)

۷۔ اور زمین میں ہم نے بھاری بھاری پہاڑ قائم کر دیے کہ کہیں ان کو لے کر جھک نہ جائے۔
(مقبول احمد دہلوی)

۸۔ اور بنا دیے ہم نے زمین میں مضبوط پہاڑ کہ کہیں جھک نہ پڑے ان کے لے کر
(مولوی فیروز الدین)

ان تمام مندرجہ بالا مترجمین کے ترجموں سے یہ بات قطعی واضع نہیں ہوئی کہ پہاڑ کس طرح قائم ہیں اور زمین کا سکوت کس طرح قائم ہے۔ کسی کا ترجمہ Isostatic Theory سے مطابقت نہیں کرتا، اس پورے عمل کا ان تراجم سے اشارہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ یہ صرف امام احمد رضا کی قوتِ فکری ہے کہ انھوں نے دو لفظوں کے استعمال سے قرآن کے دعویٰ کو بھی ثابت رکھا اور جو قدرتی عمل ہوا ہے اس کو بھی پیش کر دیا کہ پہاڑ ضرور جمائے گئے ہیں لیکن کس طرح؟ اور یہ کھلی حقیقت ہے، علم ارضیات سے تعلق رکھنے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ پہاڑ کس طرح قائم ہیں۔

آیت کے دوسرے حصہ کے دیگر مترجمین کے ترجموں سے جو بات حاصل ہوئی ہے وہ یہ کہ زمین لوگوں کے بوجھ سے چوں کہ اِدھر اُدھر جھک جاتی ہے اس لیے پہاڑوں کو جما دیا۔ جب کہ زمین انسان کی پیدائش سے پہلے قرار پا چکی تھی، یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام بحیثیت بشر و انسان کے دُنیا میں تشریف لائے تو اس سے پہلے یہ زمین قطعی سکوت میں تھی اور اگر انسانوں کے بوجھ سے زمین ہلتی جلتی تو آج اس کو ضرور ہلتے رہنا چاہیے۔

صرف پاکستان کی مثال لیں کہ لاکھوں مربع میل کے اس علاقے میں صرف کراچی کی آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے جو چند مربع میل میں پھیلی ہوئی ہے، جب کہ بلوچستان جو ہزاروں مربع میل میں پھیلا ہوا ہے اس کی آبادی چند لاکھ ہے تو پھر کراچی کو لوگوں کے بوجھ سے دب جانا چاہیے، جب کہ ایسا نہیں ہو رہا ہے کیوں کہ انسانوں کا بوجھ ہوتا ہی کیا ہے کہ جو زمین کے توازن کو تبدیل کر سکے۔ دوسری یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس کائنات میں جو سب سے آخری مخلوق پیدا کی گئی وہ انسان ہے اور انسان ان تمام مخلوقات سے افضل و اعلیٰ ہے، اس لیے اشرف المخلوق کو اس وقت پیدا کیا جب سب کچھ اس کی خاطر پیدا کر لیا گیا، لہٰذا یہ بات درست نہیں کہ انسان کے بوجھ سے زمین اِدھر اُدھر جھک سکتی ہے، بلکہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ پہاڑوں کے لنگر اس لیے ڈالے ہیں کہ زمین ان لنگر کے بغیر اِدھر اُدھر جھک سکتی تھی اور ایسی حالت میں انسان کس طرح زندگی گزار سکتا تھا۔ ہم کو تو اس وقت بھیجا جب یہ زمین ہمارے لیے بچھونا بن گئی۔ ان امثال کے بعد یہ بات قطعی واضح ہو گئی کہ امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن تمام اردو تراجم سے زیادہ قرآنی مفہوم کے قریب تر ہے اور سائنٹیفک توجیہات کے مطابق ہے۔ یہاں موقع نہیں ورنہ دیگر علوم و فنون سے متعلق بھی آیات کا موازنہ پیش کیا جاتا۔

ان تمام شواہد اور دلائل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام احمد رضا مسلمان سائنس دانوں میں ان چند ہستیوں میں شامل ہیں جن کو دینی اور سائنسی دونوں علوم کا مجدد تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کا؛ جہاں وہ مذہبی علوم کے مجدد ہیں وہاں وہ فلسفہ، اخلاق، نفسیات جیسے علوم و فنون کے بھی مجدد ہیں۔ (۲۹) اسی طرح امام رازی، البیرونی، ابن سینا، ابن خلدون وغیرہ، لیکن ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں امام احمد رضا کا مقام منفرد اور ممتاز ہے۔ اگرچہ پچھلے ہزاروں مسلمان سائنس داں علوم عقلیہ کے امام تسلیم کیے گئے ہیں۔ اور اکثر مجتہدانہ رائے بھی رکھتے ہیں لیکن سوائے امام غزالی علیہ الرحمۃ کے ان سب میں امام علوم نقلیہ کوئی بھی نہیں، اگرچہ ہر کوئی قرآن اور حدیث سے استفادہ ضرور کرتا تھا کیوں کہ یہ ہی ان کا ماخذ تھا لیکن اس جیسی دسترس حاصل نہ تھی۔

امام احمد رضا دُنیائے اسلام کے واحد سائنس داں ہیں کہ علوم نقلیہ میں تو ان کو مجدد دین وملت تسلیم کیا گیا ہے (۳۰) مگر علوم عقلیہ کے بھی آپ اکثر فنون میں مجدد نظر آتے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ ۱۰۰/ سے زیادہ مختلف علوم وفنون پر آپ کے تحقیقی رسائل یادگار ہیں۔ راقم اس دعویٰ میں غلط نہیں کہ آپ مجدد دین وملّت اور مجددِ علوم جدیدہ ہیں۔ کاش! کہ ان کی تمام تصنیفات عام فہم زبان میں (جن میں اکثر عربی اور فارسی میں ہیں) دُنیا کے سامنے ان کی زبانوں میں پیش کی جاتیں تو میرا دعویٰ ہے کہ ان کی ہر تحقیقی تصنیف 'نوبل انعام' کی مستحق قرار پائے، اس دعویٰ کی تائید ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے قول سے ہوتی ہے:

''اپنے ملک میں معقولات کا جب اتنا بڑا ایکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جا کر جو کچھ سیکھا وقت ضائع کیا۔''
(ماہنامہ تجلیات، خطبۂ صدارت یوم رضا ۹۷ ۱۳ھ ناگپور)

مفتی برہان الحق جبل پوری (متوفی ۱۹۸۲ء) تلمیذ وخلیفہ امام احمد رضا اور محمد علی جناح کے خاص رفیق کار اپنے مشاہدات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کا امام احمد رضا سے متعلق خود سنا ہوا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ (۳۱)

''اتنا زبردست محقق عالم اس وقت ان کے سوا شاید ہی ہو، اللہ نے ایسا علم دیا ہے کہ عقل حیران ہے، دینی، مذہبی، اسلامی علوم کے ساتھ ہی ساتھ ریاضی، اقلیدس، جبر ومقابلہ، توقیت، ہیئت وغیرہ میں اتنی زبردست قابلیت اور مہارت حاصل ہے کہ میری عقل جس ریاضی کے مسئلے کو ہفتوں غور وفکر کے بعد بھی حل نہ کرسکی حضرت نے چند منٹ میں (بغیر کتابوں کی مدد کے) حل

کر کے رکھ دیا۔ صحیح معنوں میں یہ ہستی "NOBLE PRIZE" کی مستحق ہے۔''

امام احمد رضا کی علمی کاوشوں پر جب حکیم محمد سعید جیسے دانشور کی نظر پڑی تو موجودہ دور کے علم طب کے ماہر نے اپنے ایک پیغام میں یہ تاثر لکھا۔ (۳۲)

''گزشتہ نصف صدی میں طبقہ علما میں جو جامع شخصیات ظہور میں آئی ہیں ان میں مولانا احمد رضا خاں کا مقام بہت ممتاز ہے، ان کی علمی، دینی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہے، تفقہ اور دینی علوم میں فاضل بریلوی کی مہارت کے ساتھ سائنس اور طب کے علوم میں بھی ان کی بصیرت علماے سلف کے اس ذہن وفکر کی نمائندگی کرتی ہے جس میں دینی و دنیوی علوم کی تفریق نہ تھی، ان کی شخصیت کا یہ پہلو عصر حاضر کے علما اور دانش گاہوں کے متعلمین دونوں کو دعوتِ فکر ومطالعہ دیتا ہے، ان کی تصانیف ہمارے لیے بیش بہا علمی ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں؛ ان کے تحقیقی مطالعہ سے علوم وفنون کے بہت سے گوشے سامنے آسکتے ہیں۔''

امام احمد رضا جو مغربی دنیا میں بھی اب متعارف ہو چکے ہیں؛ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے علمی ورثے کو بھی جلد از جلد متعارف کرایا جائے، مجھے یقین ہے کہ مغربی دُنیا کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ جب ان کو تمام علوم وفنون کے اندر نئے اور حقیقت پر مبنی خیالات ملیں گے، نئے مشاہدات اور زاویوں سے متعارف ہوں گے، اور بعید نہیں کہ تاریخ میں بحیثیت مسلمان سائنس داں امام احمد رضا دیگر مسلمان سائنس دانوں کی طرح اپنی وسعتِ علمی کے باعث منفرد مقام کے مستحق اور مجدد علوم جدیدہ قرار پائیں۔ مغربی دُنیا میں کئی ریسرچ اسکالرز امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کی تصانیف پر تحقیق فرما رہے ہیں؛ انھیں میں ایک مستشرق پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس بلیان بھی ہیں، جولیڈن یونی ورسٹی (ہالینڈ) کے شعبۂ علوم اسلامیہ میں ایک سن رسید پروفیسر ایمرٹس ہیں، اور پچھلے دس سال سے امام احمد رضا کی مطبوعات بالخصوص ''فتاویٰ رضویہ'' کا مطالعہ کر رہے ہیں، آپ اپنے ایک خط میں بنام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ امام احمد رضا کے متعلق ان الفاظ میں اظہارِ خیال فرماتے ہیں: (۳۳)

''حقیقت میں وہ ایک عظیم محقق اور فاضل تھے، میں نے ان کے فتاویٰ پڑھے تو میں ان کے وسعت مطالعہ سے بے حد متاثر ہوا... آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ احمد رضا کو مغرب میں جانا پہچانا چاہیے اور ان کی پذیرائی ہونی چاہیے۔'' (ترجمہ انگریزی مکتوب ۲۱، نومبر ۱۹۸۶ء لیڈن)

ایک اور خط میں رقم طراز ہیں: (۳۴)

''امام (احمد) رضا کی تصانیف کا جتنا زیادہ مطالعہ کرتا ہوں اتنا ہی زیادہ ان کے کثرت دلائل وشواہد سے متاثر ہوتا جاتا ہوں، وہ اپنے موضوعات پر کامل عبور رکھتے ہیں۔''

(ترجمہ انگریزی مکتوب ۱۹/جنوری ۱۹۸۷ء لیڈن)

پروفیسر ڈاکٹر بلیان اپنے ایک تاثر میں (جو TV انسائیکلو پیڈیا پروگرام نمبر ۳۸/مورخہ ۲۲/جولائی اور ۱۲/اگست ۱۹۸۹ء میں پیش کیا گیا۔) بیان کیا:

''نہایت حیرت ہے کہ اب تک مغربی مستشرق، دانش وروں نے برصغیر کے اس عظیم امام کو اپنی تحقیق وتصنیف میں افسوس ناک حد تک نظر انداز کیا ہے۔''

آخر میں حکیم محمد سعید صاحب چیئرمین ہمدرد ٹرسٹ کے خیالات پر اس مقالے کو ختم کروں گا:

''فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لیے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کسی لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لیے کِن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس لیے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے ہاں ملتے ہیں ان سے ان کی دقت ِ نظر اور طبعی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے، وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی نہیں بلکہ محقق، طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں، ان کے اس تحقیقی اسلوب ومعیار سے دین وطب (سائنس) کے باہمی تعلق کی بھی خوب وضاحت ہوجاتی ہے۔'' (۳۵)

☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

(۱) قرآنی آیات کا ترجمہ ''کنزالایمان'' سے لیا گیا ہے۔

(۲) ڈاکٹر طاہر القادری کی تقریر بعنوان ''اسلام اور عصرِ حاضر کا چیلنج''، منعقدہ تاج محل ہوٹل، مورخہ ۲۹/جون ۱۹۸۷ء، زیر اہتمام فاران کلب کراچی

(۳) ڈاکٹر طاہر القادری، منہاج العرفان فی لفظ القرآن، جلد ۱، مقدمہ ص ۹

نوٹ: موصوف اب سنی نہیں رہے؛ اس لیے ان کا حوالہ بطورِ اعترافِ حقیقت پیش کیا گیا۔ (ناشر)

(۴) محمد فخر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل (۱۹۳۸ء)، مطبوعہ کراچی

(۵) ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی (۱۹۸۱ء)، مطبوعہ کراچی
(۶) امام احمد رضا خاں، الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ و المدینۃ (۱۳۲۳ھ)، مطبوعہ
(۷) مفتی محمد اعجاز ولی، ضمیمہ المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۶
(۸) امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، ج ۲
(۹) امام احمد رضا خاں، جد الممتار علیٰ رد المحتار، ج اوّل
(۱۰) امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، ج ۲
(۱۱) امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، ج ۷
(۱۲) امام احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ، ج ۴
(۱۳) امام احمد رضا، الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۴ھ)
(۱۴) ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی
(۱۵) ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین، ص ۱۱، ۱۹۸۳ء، مطبوعہ کراچی
(۱۶) ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین، ص ۱۶، ۱۹۸۳، مطبوعہ کراچی
(۱۷) ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین، ص ۱۸، ۱۹۸۳، مطبوعہ کراچی
(۱۸) ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مقدمہ امام احمد رضا اور نظریہ حرکت زمین، ص ۱۹، ۱۹۸۳ء، مطبوعہ کراچی
(۱۹) ظفر الدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۱۵۶، مطبوعہ کراچی
(۲۰) ظفر الدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۱۵۳، مطبوعہ کراچی
(۲۱) ظفر الدین بہاری، حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، ص ۱۵۵، مطبوعہ کراچی
(۲۲) اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ لاہور
(۲۳) پروفیسر محمد مسعود احمد، حیاتِ امام احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ کراچی
(۲۴) پروفیسر محمد مسعود احمد، حیاتِ امام احمد رضا خاں بریلوی، مطبوعہ کراچی
(۲۵) اخبار جنگ، مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء
(۲۶) Sawkins, F.S etal 1978 The Evolving Earth 2nd ED. Page 153
(۲۷) Sawkins, F.S etal 1978 The Evolving Earth 2nd ED. Page 153
(۲۸) Arthur Holmes 1978, Principles of physical Geology 2nd ED. Page 22-31
(۲۹) ابراہیم عمادی ندوی، مسلمان سائنس داں اور ان کی خدمات، مطبوعہ کراچی
(۳۰) ڈاکٹر محمد مسعود احمد، امام احمد رضا اور عالم اسلام، ص ۶۴، مطبوعہ کراچی
(۳۱) محمد برہان الحق جبل پوری، اکرام امام احمد رضا، ص ۶۰، مطبوعہ لاہور
(۳۲) حکیم محمد سعید، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس، ۱۹۸۸ء، ص ۱۵، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
(۳۳) معارفِ رضا، شمارہ ہفتم، ۱۹۸۷ء، ص ۶۸، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
(۳۴) معارفِ رضا، شمارہ ہفتم، ۱۹۸۷ء، ص ۸۶، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
(۳۵) معارفِ رضا، شمارہ نہم، ۱۹۸۷ء، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
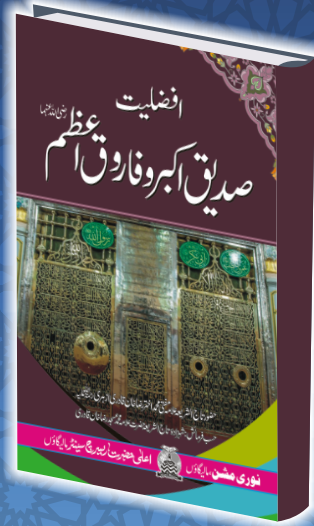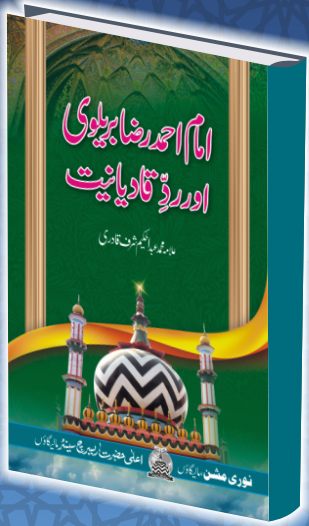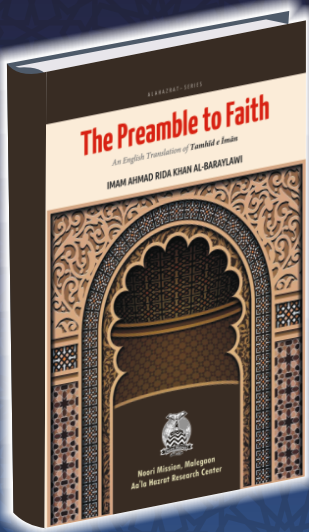
اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر

پلاٹ نمبر 38، سروے نمبر 25، اعلیٰ حضرت روڈ، نور باغ، مالیگاؤں

- غلام مصطفیٰ رضوی 9325028586
- فرید رضوی 9273574090
- معین پٹھان رضوی 7588815888